محسوسات

(شاعری)

فردوس ایوبی

محسُوسات

(شاعری)

فردوس ایُوبی

طبع اوّل: اپریل 2014ء
ناشر: اُسلوب اسلام آباد
فون نمبر: 051 231 7092

اپنے والد مرحوم

محمد اسلام ایوبی

کے نام

فہرست

پیش لفظ

کہتے ہیں شاعری کے کچھ اصول ہوتے ہیں۔ یہاں تو دن رات کے آنے جانے سے تنگ ہیں۔ دنیا کے اصول کیا جانیں گے۔ اس لیے آپ کی مرضی ہے اسے شاعری کہیں یا نہ کہیں۔ یہ میرے محسوسات ہیں اور ہر ایک کے محسوسات الگ ہوں یہی آزادی ہے۔ یا شاید الگ بنانے کا جواز بھی یہی ہو............

جب بھی لکھا قلم دو چار لائنیں لکھ کر رک گیا۔ یوں میری تحریر ٹکڑیوں میں بٹ گئی۔ مگر لکھتی رہی۔ دل میں یہ بات سما گئی تھی لکھنا فرض کیا گیا ہے۔ رہی بات پڑھنے والوں کی وہ خود اس تحریر کو سمجھ لیں گے۔ اپنے فہم کے مطابق۔ اس لیے جب بھی دل لکھنے پر آمادہ ہوا لکھا، برسوں سے یہ وظیفہ ہے، سرہانے کاغذ قلم رکھ کر سوتی ہوں۔ نیند پیاری نہ ہو تو اٹھ بیٹھتی ہوں اور موبائل کی روشنی میں لکھنے لگتی ہوں۔ اگر نیند جیت جائے تو صبح یاد رہ گیا تو لکھ لیا، ورنہ سارا دن اپنی سستی کا شکوہ رہا............ سود و زیاں کے چکر میں نہیں پڑی یوں نفع، نقصان کی سمجھ نہیں آئی............ دل خوش فہم میں یہ بات بیٹھی ہوئی ہے کہ جب تمھیں کوئی نقصان پہنچا تا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمھیں ایک کارڈ یا پوائنٹ مل جاتا ہے۔ یعنی اب تمھارے ساتھ صرف اچھا ہوگا۔ اور ربّ کی طرف سے ملنے والی جزاء کو کوئی مول نہیں ہے۔ کبھی عقل اپنے مورچے مضبوط کر لیتی ہے۔ ایسے میں خود کو لعن طعن کرتی ہوں............ سکون خود کو اور دوسروں کو معاف کر کے ہی ملتا ہے۔ جہاں تک معاشرے کا تعلق ہے، بہت برا تجزیہ ہے۔ لوگ کس کس بات کے لیے کیا کیا کرتے ہیں۔ سمجھ سے بالاتر ہے۔ خاص کر مردوں کے اپنے اصول اور عورتوں کے

لیے بنائے گئے اصول واضح تضاد کے ساتھ قابل شرم ہیں۔شاید یہ بڑی وجہ ہو میری تحریروں میں انسانوں کے عام رویے سے فرار کی۔

مجھے ہر وقت، کیوں، کیسے، کس لیے کا سوال درپیش ہوتا ہے۔دلوں کا تضاد، سوچوں کا تضاد، قول وفعل کا تضاد، اتنا زیادہ ہے کہ دم رکنے لگتا ہے۔ چاہتا ہے فوراً کوئی کھڑکی کھول کر تازہ سانس لوں............

لوگوں کا بے ترتیب ہجوم ......عمارتوں کی بے ترتیبی متلی پیدا کرتی ہے۔رہنے کے ڈھنگ بوسیدہ، مایوسی کی حد تک قابل مذمت،لگتا نہیں علم کا کوئی دیا یہاں بھی جلا ہوگا ......
صبر، شرافت،فرمابرداری، میانہ روی اور تعلیم تک کے معنی بدل چکے ہیں، پتہ نہیں کس غفلت کا شکار ہو کر محل پر محل بنائے جارہے ہیں وہ بھی اس زمین پر جس کے پاؤں نہیں ...... عادوثمود کی کہانیاں جیسے اس زمین کی نہیں ہیں۔پرواہ ہے تو بس نام نہاد جاہ وحشمت کی ....وہ بھی ایسے باسی اصولوں پر قائم کہ سڑاند سے کلیجہ منہ کو آئے۔دماغ میں ٹیسیں اٹھنے لگیں............

مجھے حوصلہ دینے میں میرے گھروالوں کا بہت حصہ ہے۔خاص طور پر والدہ کی دعاؤں نے بہت حوصلہ بڑھایا۔بھائیوں میں عمران، بلال اور حمزہ اور بہنوں میں صفیہ، قرۃالعین، زویا ،جن کا کہنا ہے کہ لکھا ہے تو چھپواؤ۔ان کی بے لاگ تنقید سے میری رہنمائی بھی ہوئی۔
اپنے بارے میں! لیہ (پنجاب) سے تعلق رکھتی ہوں۔ ایم اے اردو انٹرنیشنل اسلامک یونی ورسٹی ، اسلام آباد سے کیا۔ایم فل لیڈنگ ٹو پی ایچ ڈی، وفاقی اردو یونی ورسٹی ، اسلام آباد سے کررہی ہوں۔
رب تعالیٰ سے دعا گو ہوں، میری اس کاوش کو منزل دے۔آمین۔اور مجھ پر اپنے اسرار کھول دے جس کا اس نے وعدہ کیا ہے۔

فردوس ایوبی

دُعا

اے ربّ میرے!
میرے شعور کے حاکم
مجھے روزِ محشر،
بے سبب جینے کی سزا نہ دینا
شعور کا ہر سرا
تجھ سے جڑا ہے
فرق بس، میری جہالت کا ہے

☆

حمد

میرے ہر درد کی دوا کرتا ہے
میرا ربّ میرا کتنا خیال کرتا ہے
موت کے چنگل سے ایک دِن بچائے گا
میرے صبر کی آزمائش کرتا ہے
وقت کے گرداب میں دیکھ کر
حیات جاویدانی کی دُعا کرتا ہے
رکھ کر مجھے ،میرے ہم نشینوں میں
ان سے بچاؤ کی تدبیر کرتا ہے
لیے جاتا ہے اپنے رستے پر
رہبر ہے میرا،رہنمائی کرتا ہے
دنیاوی آلائشوں سے پاک کرکے
اپنے سحر میں گرفتار کرتا ہے
میرے ہر درد کی دوا کرتا ہے
میرا ربّ ! میرا کتنا خیال کرتا ہے

☆

نور محمدؐ

نور محمدؐ کی روشنی میں
خودکوسنوار کر
سجی ان فرمانوں سے۔۔۔جو
لکھ گئے زمانے۔۔۔آسمانوں کے
دیئے گئے رستے جہانوں کے
آج یہی پہچان چاہتی ہوں
آسمانوں پراپناذکر چاہتی ہوں
فرشتے لیں میرانام
محمدؐ کے دیوانوں میں

☆

انتہا

خود کبھی گزرا، مجبوریوں کے کانٹے سے

روح بھی چھلنی کرتا، پنجرے سے سر ٹکرا کر

اس دنیا سے عشق کرتا

پھولوں، پتوں اور رنگوں میں بار بار مرتا

پھر سمجھ سکتا

میری وفا کی انتہا

☆

خواب نیلام کر کے اپنا بھرم رکھا

یوں خاک کے پردے میں خُدا رکھا

جانے کیا سوچ تھی کیسی صدا تھی

خُود زمیں پر ، آسماں پر خدا رکھا

قرآن کی تحریر پڑھی جب جب

کرنی تھی جس سے باتیں اُس کو جُدا رکھا

مانگنے کی خدائی میں دُکھ اپنا دیا

تڑپ تھی جو سینے میں اُس پر قفل رکھا

فردوسؔ شکوہ اپنے آپ سے ہمیشہ رہا

وسعت کی حد نہیں ، کیوں محدود رکھا

☆

منزل کہاں؟

مقدر تو ہے چمکتا ستارہ

سفرِ زندگی کا جس کی طرف

ڈولتی ہے نیا خواہشوں کی

جذبات کی روانی جس طرف

اُتار ماضی کے پردے، سفرِ آخرت کے لئے

سانس جس میں دفن، منزل اُس طرف

کھولتے ہیں لمحے بھید کائنات کا

بھول کر اُٹھالو قدم، ہے رستہ جس طرف

اَمر ہونے کی خواہش پا کر

سوچیں گے اُس سے آگے کا رستہ

ہے کس طرف

☆

فرار

خیالوں کی راکھ پر پڑا سرد دِل

بجھے بجھے سے تقاضے کرتا ہے

پیالہ خضر کا ہو یا ارسطو کا

اُس لمحے میں مل جانے کو دل کرتا ہے

ہے فنا کی کہانی ابدی زندگی میں

کچھ اور رنگ چُرانے کو دِل کرتا ہے

ہر سانس میں گُھلتا وجود میرا

سانس مٹھی میں کرنے کو دل کرتا ہے

ہے آنسوؤں کا شربت ہر شاہ و گدا کو

بہا کر مُسکرانے کو دِل کرتا ہے

فردوسؔ اپنی اپنی سی ہے ہر جبین

پھر کیوں تہار بنے کو دِل کرتا ہے

☆

کھلتا ہے جس طرح اپنے آپ پر دِل کا معاملہ
کیوں نہیں کھلتا دِل سے اُس کا معاملہ
وہ جو چھپا ہے رنگ رنگ میں
دِل ہی میں کیوں چلتا ہے اُس کا معاملہ
روشنی کے پہرے ہیں اُس کے گرد
نگاہ ذوق میں کی میرا معاملہ
عشق کے جنگل میں یادوں کے چراغ
ہوا نور ہی نور اُس کا معاملہ
ہیں معاملات دُنیا بس دو دن
اعمال کا حساب اُس کا معاملہ
فردوسؔ اپنے آپ سے حساب کب تک
جنّت جہنم اُس کا معاملہ

☆

ہیں ازل کے ارادے اُس سے دوستی کے
یہ دُنیا مشغلہ نہیں
جو نظروں کے سامنے
نگاہ میں حق الیقین
اُسی کی منتظر احساس کی ہر خوشی
جو صرف میرا ، کسی اور کا نہیں
یہ بات ، یہ خیال بھی انوکھا
کچھ اپنے نام کرنے کا جواز
اپنا بنانے کا خیال
ملکیت سے ، جانے کیوں جڑا ہے؟
مگر اس تخیل میں پنہاں
بس عشق خُدا ہے ......صرف وہ میرا خدا ہے

☆

ہوا نے دلایا مجھے میرے ہونے کا احساس

روشنی نے پیغام صداقت دیا

رات نے روشنی کی اہمیت بڑھا کر

منزل کا سُراغ دیا

میرے ساتھ ، سارے مسافروں نے

روز عہد جدید کا تازیانہ سہا

سہتے سہتے ، پھر وہی تکرار

خُدا کی سلطنت میں

میرا جہاں ، کہاں.........؟

☆

باغی لوگو کہاں ہو تم

بغاوت کیوں نہیں کرتے

موت سے عداوت کیوں نہیں کرتے

کب تک مرتے رہو گے

اپنے ہونے کا ثبوت دے کر

جہاں اپنے نام کیوں نہیں کرتے۔۔۔؟

☆

موت؟

زندگی کی پتنگ

سانسوں کی ڈور سے بندھی

ماضی، حال کے دائروں میں

مستقبل کی جانب اُڑی

موت نے کاٹی

مٹی میں مل گئی

آسماں کی خواہش، پوری نہ ہوئی ......

☆

ادھورے لمحے

جو لکھنے سے رہ گیا

وہ کیا ہوا..................؟

کیا میری زندگی کا یہ المیہ

جاں کا دُشمن ہو گیا

آج بھی اسی بے بسی میں

ٹوٹتے تاروں کی راہ میں

بے صدا آوازوں کو

روک کر پوچھوں

وہ ان کہے لمحے..................

وقت کے خوف میں ڈوبے

جو نہ آئے زمیں پر

کہیں خلا میں رہ گئے

انہیں اپنی آغوش محبت میں

کس طرح بلاؤں..................

پیار کی لوری سناؤں..................اور

جو رہ گئی زندگی لکھ جاؤں

بند کائنات....؟

نظر پریشاں

دیواروں سے ٹکرا کر

کچھ وسعتِ جنوں چاہیے

نہیں ان دیواروں کا جواز

بند کائنات سے

نکلنے کا رستہ چاہیے

☆

آنسو کے آنسو

آنسوؤں سے لبریز آنکھیں

کہہ گئیں

دھندلکوں کے پار

اُمید کے آنسو میں

پنہاں ہے زندگی

☆

احساس

خیال آوارہ ہوئے یا سانس

اک طلاطم ہے، بس ذات میں

شعور سے دیکھوں کس کس در کو

بے حساب ہیں قفل

کنجیاں کہاں۔۔۔؟

☆

رشتہ

جانے کس مروت میں، اپنی ذات

سنگلاخ پہروں میں بٹھا کر

ہر طرف سے بچا کر

جانے کس فریضہ میں اُلجھا ہے

میں بھی ہوں اُلجھی اُلجھی

وہ بھی ہے اُلجھا اُلجھا

بس یہ ایک ہی رشتہ

ہم دونوں میں.....

☆

محبت کی بات

محبت کی بات کرنے والے

نہیں جانتے تقاضے اس کے

مٹی ہو کر، مٹی میں مل کر

جانے کس سے محبت نبھائیں

کون سا وہ دِن ہوگا

جب وہ مٹی کو اپنے جیسا بنائیں گے

محبت کا یہ رُخ دکھائیں گے

☆

خواہش

لفظوں کے چناؤ میں

عقل کی باتیں کون سُنے

ناختم ہونے والی تاویلیں کون سُنے

نظر اُٹھے آسماں کی طرف

کرِنیں بستر کریں بادلوں پر

دِل بھی کچھ ایسا چاہے

مجبور وجود غم میں ڈوب کر

آہ! بھرے آسماں کو دیکھے

ناشکری کے کلموں کو لبوں پر رو کے

عقل اپنے مورچے

کچھ اور مضبوط بنائے

بغاوت کا رس گھول کر وجود میں

مجبوریوں سے لڑوائے

اے کاش.......... جیت جائے..........

☆

نیا درس

اب کے بہار کوئی نیا درس لائے

ماضی کے عنوان پر مضمون لکھ جائے

یوں تو یہ شغل ہے برسوں پرانا

مگر دلکشی کا انداز نرالا

آنکھوں کے گوشوں میں خواب رکھ جائے

روٹھوں کو منا کر یہ لے آئے

☆

صفحۂ ذات

کبھی ایسا ہو

ایک لفظ نہ لکھوں

تحریر ہو جائے

وہ صفحۂ ذات

جواب تک، پڑھا نہیں

تحریر ہو جائے

☆

وحشت

وحشت گزر جانے والوں کی
زندگی کی چھت پر
آسماں کی مانند تن کر
ہر لمس کو
آنے سے روک دیتی ہے

☆

سوچ کہانی

سوچ تلوار ، سوچ مجبور
سوچ مدہوش ، سوچ پُرخلوص
سوچ ظالم ، سوچ ہرجائی
سوچ شیدائی
سوچ بس میری
کہاں ہے الگ
سوچ کی یکسانیت ۔۔۔ناممکن
اب سوچ کی سوچ یہ ہے
ہو کچھ الگ..................

☆

انسان کیا چاہتا ہے؟

انسان کیا چاہتا ہے؟
ہر گھڑی احساس کی گرفت میں رہ کر
لطف زندگی کیوں چاہتا ہے؟
آخری حدوں میں قدم رکھ کر
کن ارمانوں کا ثمر چاہتا ہے

☆

عکس فکر

اتارتی ہوں خیال کا غبار
لفظوں کے پیرائے میں
قلم رکھ کر صفحات پر
اسے عکس دینے کے لئے
خود کو ٹٹولتی ہوں بار بار
سرا جب بھی ہاتھ آئے
باندھتی ہوں اپنے آپ سے
کچھ الگ نہیں مجھ سے

☆

محبت رکھتی ہوں

دِل میں محبت رکھی
اُس پہلی آواز کی
کوئل کی کوک
گھوڑے کی ٹاپ
اونٹ کی جھانجر
گاتا فقیر
ڈھول کی تھاپ
صحرا کی گونج
بارش میں کڑکتی بجلی
دوپہر کی خاموشی
رات کا سناٹا
دریا کا پانی

سمندر کی لہریں
سر پٹختے جھرنے
دھوپ سے چٹختی کلیاں
اپنی سانس کی
زندگی سے قدم ملاتے وجود کی
محبت رکھتی ہوں

☆

آزادی....؟

کوئی فرق تو ہوگا،

اُس کے اور میرے درمیاں

وہ بھی دُور، میں بھی دور

بظاہر فطرتی سانچہ ہے ایک سا

شاید دُنیا کی گرد ہے راہ میں

لکھی ہے چہرے پر سچائی

یہاں بارش کا امکان نہیں

عقل نے کچھ اور پیچیدہ کر دیا

دل کا معاملہ آساں نہیں

بے شمار مٹی کے پُتلے، ہر طرف پھیلے ہوئے

سانس لیتی ہستیاں، جینے کا ارماں نہیں

زندگی رہی سانسوں میں مقید

آزادی، موت کا نام نہیں

☆

پھول کہانی

حُسن زدور پڑا

نیا شگوفہ بنا

کلی کھل کر

پھول دمِ خاک ہوا

اگر پھول نہ مرتا

کلی کا بھرم نہ کھلتا

کلی نہ ہوتی

پھول نہ مرتا

☆

عقلی جنگ

مشقت جسم وجاں سے ہو نہیں سکتی

خوابوں سے بغاوت ہو نہیں سکتی

خواب دیکھ کر خواب بُنیں

خود سے عداوت ہو نہیں سکتی

حسن کے متلاشی، حسن کے اسیر

تیرے جلوؤں سے بے وفائی ہو نہیں سکتی

دِل کی بستی محبت کی شاخ پر

تا حیات بے رخی ہو نہیں

عقل کھینچتی ہے جس دُنیا میں

اس سے بھی غفلت ہو نہیں سکتی

☆

فرق سے آگے....؟

اُستاد نے سکھایا، شاگرد کو

چھوٹے بڑے کا فرق

کالے سفید کا فرق

نظر اُلجھ گئی کائنات میں

بنانے والے نے فرق رکھ کر

مجھے تعلیم دی۔۔۔مگر

آخراب تک میں۔۔کیوں

جان نہ سکی...........اس سے آگے کا سبق..........؟

☆

دِل کی بات

عقل کی بات کر کے، کیا کوئی نئی بات کرتے ہو

یہ بوڑھیا برسوں پُرانی، تم کیا اظہار کرتے ہو

اس کے سحر میں سارا عالم

کس اغیار، پنچھی کی بات کرتے ہو

ہوا، جس کے فسانے سنانے سے قاصر

کیا، اُس رُت کی بات کرتے ہو

زمین بوجھ اُٹھانے سے عاجز نہیں آئی

کنکروں کے ڈھیر میں کو وہ نور کی بات کرتے ہو

فلک جس پر، برساتا ہے آگ کا ایندھن

اُس میں فردوس کی بات کرتے ہو

☆

دھوکا

وقت کا جال وجود پر

انہیں لکیروں کو مقدر سمجھ لیا

روشنی پڑی زندگی کی

اسی کو وقت سمجھ لیا

جس نے کہی چاند کہانی

سورج کا مسافر سمجھ لیا

حد ہوئی جب بھی سانسیں

موت کا بُلاوا سمجھ لیا

☆

لفظ کہانی

لفظ سوال، لفظ جواب

لفظ آئینہ دل

لفظ وقت کا زیاں

لفظ محبوب مجسم، لفظ تیر، تلوار

مخلوق خدا، لفظ کی غلام

لفظ آنسوؤں میں رواں

لفظ بنا میں نہیں

نا میری داستاں

☆

منفرد

مجھے بنا کر، انداز سکھا کر

کتنا مختلف ہے بنانے والا

بنا کر جس نے چھوڑے پیکر

کتنے الگ، کتنے جدا

سانس کی ڈوری سے بندھے

ساتھ میرے، مجھ سے جدا

ہر ایک کو خوش فہمی ہے

الگ، جدا، منفرد ہوں

مگر جان نہ سکا

یہ احساس انفرادیت ہے کیا۔۔۔؟

☆

پل بھر

سانس میں پل بھر کا عکس
جیسے لمحے میں یاد ٹھہر جائے
جیسے ہوا، میں نمی
ریت میں سورج کی کرن
چاندنی میں ٹھنڈک
پانی پر جلتے چراغ
آسماں کا تفاخر
سائے میں، میرا پن
خاموش وجود میں، زندگی کا ساز ٹھہر جائے

☆

ماضی، حال

کیا آج بھی لکھوں، گل وبلبل کی باتیں
گئے وقتوں کی گزری باتیں
بہادر، جنگجوؤں کی
دل ونظر فتح کرنے کی باتیں
پتھروں کے جب سر قلم کئے گئے
طاق دِل کے خُدا اٹھادے گئے
جنت سے نکل کر زمین پر آئے
اس کی خوشبو نے پر نکال دیے
آج اُسی کو پانے کی خاطر
کر رہی ہوں سائنس کی باتیں
لکھ رہی ہوں، زمین وآسماں کو
ملانے والے عوامل کی باتیں

☆

خواب کہانی

نہ میرے لفظ

نہ جذبے

نہ گرم ہوا

تو پھر اے شیشۂ دل

یہ خواب کا عکس کیا ہوا۔۔۔؟

☆

میری ہار

اُنگلیوں پر گنوں

رنگوں کے تار، بیتے پرت

اجنبی جواز، جوبن کہے گزر گئے

لاشعور کے پتوں پر

جو لکھ گئے۔۔۔۔۔

خواہشوں کی زمین

وقت میں جل کر

راکھ منہ پر مَل گئی

سویرے کی چاہ میں

راتیں اُجڑیں

قربان گاہ ویران کرگئیں

اب بھی بہت کچھ گنتا باقی ہے

میرے پاس ہنڈے ختم ہوئے

کائنات کے مگر

بال و پر کچھ اور بڑھ گئے

میری نظر کرم پر، کچھ اور چڑھ گئے

میں آج بھی ہار گئی

وہ جیت گئے

☆

بے حرمتی

سبزے نے قدموں کا بوجھ سہا

دِل میں کبھی خیال نہ آیا

انسان اپنی اکڑ میں رہا

خوراک اپنی پرندوں کو کہا

کوئی پوچھے ذرا سوچو صاحب

ترے وجود کے کنکر نے

تجھے کیا درس دیا

☆

کاری گری

ختم کس طرح ہوں اس دنیا کی باتیں

گل بلبل کی ہزار ذاتیں

رکھے ہر کوئی الگ چہرہ مہرہ

الگ ذات ہو یا باپ کا بیٹا

ذرا سے فرق سے بدلتی ہے تجلّی

پیمانے نئے یا اُس کی کاری گری

☆

میں اور میرا

میرا خدا، میری دُنیا

میرا گھر، میرا محبوب

میری کائنات

یہ میں اور میرے کی تکرار

زندگی اس تصور کے بغیر ادھوری

خدا کا یہی فرمان

زمیں اور آسمان میرے، ان میں موجود

ہر چیز میری

انسان نے نقالی خُدا میں

بس یہی سنت نبھائی

☆

دورِ نجات

وقت غلامی میں
کب تک چلوں گی
زندگی موت میں
ابھی رہوں گی
کبھی تو دورِ نجات ہوگا
میرے ساتھ میرا شعور ہوگا

☆

زیور.....؟

خوف کی چوڑی
بے صبری کی پائل
جبر کے بندے
طوق غلامی گلے میں
کتنے بھی خوشنما ہوں
دکھی کر جاتے ہیں
بے رنگ ہو جاتے ہیں

☆

آغاز

آوازوں کا جھرمٹ

من کے چاروں اطراف

بہتے پانیوں سا

شور کر کے گزر جائے

کچھ وقت کا لمس

اپنے ساتھ لے جائے

میں جو یادِ ماضی کا سیراب جھیلتی ہوں

اپنے حصے کے کھوٹے سکوں کو

وقت سے نکال کر

اپنی ہتھیلی پر سجا کر

تقدیر کا چھالا بنا کر

بے مول کائنات کے

مول کی بات کروں

کیوں نہ آغاز کروں۔۔۔۔۔

☆

ڈر

اپنی اُڑان میں

پہنچ کر اس مقام پر

جب دِل کہتا ہے

میری خواہشوں کی تجلّی

ساری کائنات، آہ! ڈر جاتی ہوں

☆

منزل

آرزوں کی صدا

دعاؤں کے ثمر

بظاہر کھلی آنکھیں

سردست ایک سوال

دیکھ کر بھی دیکھا نہیں

جلوۂ جاناں

جس کے لئے میں بنی

اور بنی منزل

☆

اے ربّ جہاں

اے ربّ جہاں! گناہ معاف کر دے

ٹھوکروں میں پڑے انساں کو معتبر کر دے

شکوہ جاں، زیر قلم آ گیا

ٹوٹا وجود، تصویر بنا اُجڑے چمن کی

شکستہ جاں چھوڑ کر، سانس نہ چلی جائے

نشاں رہنے دے اپنی اس تخلیق کا

☆

قیدِ زندگی

لکھنے کے انداز نرالے

کچھ نئے، کچھ پُرانے

وحشت نگری کے

سائے وہی پُرانے

آگے جاؤ، پیچھے جاؤ

زمیں کو چاہے گھماؤ

سورج کو لاکھ چھپاؤ

حسن کو جلاؤ

آنسو بہاؤ

تھکی آنکھیں

جال ہیں

انگلیوں کے پوروں میں

زندگی رُکے

وقت کی راکھ

ہر پل اُڑے

زندگی کیا......؟

کیا نیا............؟

کیا نیا ہوگا............؟

پھر کیوں سانسوں کی لکیر

ادھڑ، ادھڑ جاتی ہے............؟

☆

اے کاش

ہے جذبوں کو جنگل خیالوں کی دُنیا

کون کتنا بچا

ذلتوں کی ماری معاشرت

تہذیب وروایت کے جال

جہالت کے خنجر سے۔۔۔اے کاش!

جاگ اُٹھے جو مخلوق خُدا

اسے باغ عدن کہہ دوں

☆

وسعت جنوں چاہیے

نظر پریشاں

دیواروں سے ٹکرا کر

کچھ وسعت جنوں چاہیے

نہیں ان دیواروں کا جواز

بند کائنات سے

نکلنے کا رستہ چاہیے

☆

چال

کر کے عقل آزاد،
خوب دشمنی نبھائی
وجود کی مجبوریاں
کیا کیا نظر آئیں
اب خوشی سے روئیں یا ہوں نوحہ کناں
غضب کی عقل لڑائی اُس نے

☆

گمشدہ ذات

سلگتے ہیں اشک، وفا کی دہلیز پر
کوئی جذبہ توان کے نام کرنا ہوگا
فردوس گم شدہ ذات کی تلاش میں
روح کا چھالہ بننا ہوگا

- - - - - - - - - - - - - - - - - -

فاصلہ

رکھیں چراغ ہتھیلی پر
روشنی سے فاصلہ، کچھ نہیں
خیالات کی چال ہے آگے
زمین و آسمان کا فاصلہ کچھ نہیں

دشتِ جنوں

دشتِ جنوں میں رکھ کر قدم

وہ لمحہ بھی آیا

کائنات کی حد سے سر ٹکرایا

تب قید با مشقت کا عمل

آنکھوں میں آنسو لایا

تکرار

ہر جذبہ، جنگ کا میدان

فرشتہ و شیطان

روؤں یا سانسوں

ہر احساس میں تکرار جاری

اُف، کیا زندگی ہماری ۔۔۔؟

بشارت

وقت کے ایک ہاتھ پر موت

ایک پر زندگی رکھ کر

وقت کی لگام، آدم کے ہاتھ میں دے کر

جنت کی بشارت دے دی

تقاضے

تقاضے وقت کے ہوں یا

ارادوں کے

بدلتے رہتے ہیں

لباس کی طرح

جرم

جرم سا لگنے لگا ہے
یوں صبح شام کرنا
تواناں وجود کو
ناتواں کرنا

عمل

چٹکی بھر مٹی ہتھیلی پر رکھ کر
پھونک مار کر اُڑا دی
یادوں کی راکھ
لمحوں میں ملا دی

بھید

ماضی حال یوں ایک ہو گئے تو
مستقبل کا جواز کیا ہو گا۔۔۔؟
اک لمحہ سرشت کی شرارت نے
بھید کھول دیا زمانے کا

زندگی

اے ماہِ نا تمام تجھ سے الجھ کر
میں ایک سانس میں بجھ کر
ختم ہونے کی چاہ میں
کسی اور کی زندگی بن گئی ہوں

منزل نشاں

تنہائی کی سیڑھی پر رکھ کر قدم
میں نے پایا منزلوں کا نشان
زندگی کے دھوکے میں زندگی
لمحوں کی غذا بن رہی ہے

تحریر دل

آنسوؤں میں گرفتار آنکھیں
زمین دِل پر برس کر
بہت کچھ دھو دیتی ہیں
بہت کچھ لکھ دیتی ہیں

کروں شکر ادا

ارادوں کو آواز دینے والے
خوابوں کو تعبیر دینے والے
کس طرح تیرا شکر کروں
اپنی سنت کا درس دینے والے

قطعہ

اجنبی ہاتھ پر میرے ظہور کی مہندی
لب شکست پے شکایت طور کی
ہراساں ہے سانس قیدِ وجود میں
رُک رُک کر چلتی ہے روانی مجبور کی

تعلم

سکھا رہا ہے
آج بھی وہی
جس نے پہلی بات کہی
خالی ذہن کی صداؤں میں

خواب جستجو

منزل کے نشان میں
جستجو کے خواب
ابھی کچھ کچے پکے
گم شدہ خواب

یادِ ماضی

آج بھی زندہ ہیں مجھ میں وہ دن
جن کا سراغ بظاہر نہیں ملتا
آسماں کب تک کرے گا رکھوالی
کوئی قافلہ بے آسرا نہیں ملتا

عقلی کانٹے

سوچ کی وادی میں، قدم قدم پر
عقلی کانٹے، بچھے پڑے ہیں
خود پر بھی قابو نہیں
شعور کے چھالے پھٹ پڑے ہیں

وجہ تحریر

آج پھر دل پر چوٹ پڑی

قلم میں سیاہی بھر گئی

لکھنے لگی دل کا بوجھ

اور کتاب بھر گئی

جزا، سزا

جزاؤں خطاؤں کی

جتنی کہانیاں ہیں

مجھ سے جڑی

مجھ سے چلی ہیں .....؟

مستقبل

ماضی کا دُکھ، مستقبل کا سکھ

وقت مٹا دو

ہجر و فراق کے میلے ختم

ہائے وہ موڑ کیسا ہو گا ۔۔۔؟

وعظ

تقلید عقل کی ہو یا وجدان کی

راستہ ہو اگر صحیح

منزل مل ہی جاتی ہے

دونوں جہانوں میں

تقدیر

کیا میرا لکھا مٹا کر

اپنا لکھ جاتی ہے تقدیر

کیا میرے صبر کو

آزماتی ہے تقدیر۔۔۔؟

شکستہ آئینے

شکستہ آئینے میں چہرے کی تحریر مٹ گئی

یکسانیت حسن کا جواز بن گئی

نظر آئی ہر طرف سانس کی تحریر

وجود ورق بن گیا رہ گئی لکیر

تصویرِ وجود

قلم بنیں اُنگلیاں

عقل سے سیاہی لے کر

عکس سوچ وجود پر

تصویر بن گیا

مہلت

لفظ ادھورے رہ گئے

مہلت ختم ہوئی

روح پھڑ پھڑائی

خالی پنجرہ، راہ روکے

شعور کی جنگ

رستہ کس طرف

زندگی کس طرف

شعور کی جنگ

منزل کس طرف۔۔۔؟

سفر منزل

آغاز لمحے کا ہو یا سوچ کا

سویا ہوا، حیران سا

نامکمل سے مکمل کا سفر

پریشان سا

بے وفا

دفا کے وجود اپنے پیاروں سے

خود سے رشتہ توڑتے ہیں

ہم بے وفا مخشر گر

زمانے سے تعلق جوڑتے ہیں

منزل ناتمام

فلسفہ آزمائش

ادھورا

میں ادھوری

میرا وجود ادھورا

انتظار

شام کا غبار، رات بھر کا

وقت سفر میں کھویا

عمر رفتاں میں گرفتار

صبح کیلئے جاگ رہا ہے

تنہا

چلے تنہا.....

تھک گئے تو منزل ہو گی

یہی ہے اگر زندگی

تو موت کیا ہو گی۔۔۔۔؟

جہالت

زندگی مفت ملی، اب یہ

سزا ہو یا جزا ہو

جہالت کی یہ بات

رواج کیوں پا گئی۔۔۔۔؟

سزا

سونے اور کھانے کا جھنجٹ

زندگی کی مشقت کیا کہنے

اس پر بھی بس نہ ہوا

موت کی سزا کیا کہنے

وسوسے

زندگی کے ہر گوشے میں تمنا کے ہیولے
جانے کیسے کیسے روپ میں چھپے
سانسوں سے نمی پا رہے ہیں

جذبہ تحریر

خواہش لفظ میں سیاہی
جب بھی بھری
سبب وہی تھا
جو تحریر ہوا

تاثیر حسن

حسن کا بھرم لمحے میں
نگاہِ شوق کو جلا دے
رہے عمر بھر نشہ
باقی سارے گل بجھا دے

احساس زندگی

ہر صبح کا تازیانہ
زندگی کے وجود پر برس کر
زندگی کا احساس دلاتا ہے

موت شکن

ہم ہوتے اگر موت شکن

زندگی کو بچا لیتے

ہزاروں سال رکھے برتنوں کی طرح

خاکی پیکر بچا لیتے

الہام

ہ جو چاہتا ہے

لکھواتا ہے

اسی خیال سے

رکھتی ہوں قلم، صفحات پر

سوزِ عقل

آج کام نے مارا

کل فرصت نہ مار دے

سوزِ عقل نے کیا ساز چھیڑا

بدنامی

پہلا قاتل ہوا بدنام

روایت موت کی ڈال کر

آج یہی رسم ہے زمانے کی

داستانِ حیات

ہے کوئی داستان حیات

گردشِ ایام سے پرے

لے اڑا جیسے حالات کا بھگولا

درد کی اُٹھتی بھاپ میں

ارمانوں کے چراغ

زندگی کے نام پر جلتے رہے ہیں

اقرار

اُٹھے گی میری سانس سے

اس خاک کی خوشبو

وہ دِن میرے لہو کا شمار ہوگا

شعلۂ وفا

جانے کس حیلے میں ملا

جس کی روشنی جسم میں

شعلہ وفا دھکا رہی ہے

خودشناسی

آج بھی میری ساری چاہت

خود کو منانے کے لئے

میرے ہی گیت گا رہی ہے

یقین

کاش یقین ہوتا

جو وقت نے لیا

اُس سے بڑھ کر دیا ہے

طاقِ نسیاں

طاقِ نسیاں پر رکھے سارے وعدے

ہجر کی سولی پر چڑھا کر

زندگی کے عَلَم کو وقت پر گاڑ کر

گھر بدلنے کے دُکھ سے نجات دِلا کر

زندگی کو آزاد کر دوں

سزا کیوں؟

تخیل بہت آگے، وجود سے

اس کے بیتے لمحے، بعد میں آ کر

ایک ہی سزا، دوبارہ دے کر

کچھ ادھوری خوشی کے ساتھ

کیوں ایسا ہو، ہر بار

ہے بغاوت اپنے آپ سے
زمانے کو تو بے بس دیکھا
ناکردہ گناہوں کی نہیں کوئی سزا
جانے کس سزا میں زمانہ دیکھا
سورج عمر بھر جلے، اپنی آگ میں
اس میں لطف کس نے دیکھا

☆

اب کے محبت کا خیال باندھوں گی
وقت سے غزل ادھار مانگوں گی
وقت کے جبر سے آزاد ہو ہی جاؤں گی
موت کی سزا میں جب زندگی پاؤں گی

☆

تخیل کے لمحوں کو گن گن کر میں نے
نئے دنوں کا سراغ پایا
صلیبوں سے پائی اس دن رہائی
جب شعلۂ طور اپنے دِل میں پایا

☆

صدائے احتجاج بلند کرنی ہے
کسی نے تو،نئی دُنیادریافت کرنی ہے
شام کے دریچوں میں چراغوں کو
مانند خورشید جلانے کی بات کرنی ہے

☆

جرأتوں کے فسانے میں فرعون کا محل
اور اس کی فصیل پر چڑیا کا گھونسلہ
مقدور ہوتا ، تو پوچھتی میں
کیسا لگا، ناتواں کا یہ عمل

☆

مجھ سے پوچھے بنا چُرایا ہے اُس نے
وقت کِس بات کی سزا دیتا ہے
لمحوں میں ملتا وجود میرا
ہر پل کی دُوہائی دیتا ہے

☆

خواب کی تعبیر میں دیکھا جو عکس اُس کا
کس کو کہوں حقیقت امتحان بن گیا
رکھے ہے خواب مجھ کو میرے سوا اور
آئینے کے رو برو جھگڑا سا بن گیا

☆

آغوش وقت میں اُبھرتے سلسلے شعور کے
جانے کیوں لگتا ہے ، نئے نہیں ہیں
ارتقائی کے سارے پیچھے
پہلے سے استعمال شدہ ہیں

☆

کائنات بنانے کا جواز کیا خوب گھڑا
آگ کو خاکی کا دُشمن کرکے اپنا نور بھرا
گردش حالات میں تغیر رکھ کر
جذبات کا خون ناحق کیا

☆

زندگی میں ، الہام کے سوا
کیا نیا دریچہ اور بھی ہے
جس علم کو میں نے چکھا نہیں
کیا وہ سمندر اور بھی ہے؟

☆

آزمائش کی گھڑی کے سفید دن
رات سے بدتر ،غلام دِن
سن سکے جو صداؤ ں کو
ہٹا وقت کا پہرہ،پھر وہی دِن

☆

آغوش کائنات میں رکھے سارے خزانے
اب کس کس کے نام کریں گے
جو چھوڑ چکے اس نگری کو
کیا وہ پھر سے حیران کریں گے
اسی خیال سے رُک جاتے ہیں ہاتھ
سفر کی داستان لکھتے لکھتے

☆

اے حاصلِ زندگی
تیری کامیابی کیا ہے؟
موت اگر رقیب ہے تو
زندگی کا حاصل کہاں ہے؟

☆

جس شخص نے زمانے دیکھے
رنگ تاروں کے اُجڑتے دیکھے
پھر بھی کوئی بند نہ باندھا
نا اُجڑنے کا کوئی جواز نکالا
تنکا تنکا بھی جمع کیا ہوتا
زندگی کا گھر بن گیا ہوتا

☆

معتبر سانس کی تحریر
کبھی نہ مٹائی جائے
یہ خودی کی داستاں
مسلسل سنائی جائے

☆

تتلی اپنے ہاتھ پر بیٹھا کر
اُس کے کچے رنگ ہتھیلی پر لگا کر
پھونک مار کر اُڑا دوں
وسوسوں سے خود کو آزاد کرالوں

☆

خاکی، خاک کے جھگڑے لے کر
سیدھے جہنم میں جائیں گے
جنت میں چند باشعور
حوروں کا دل بہلائیں گے.........؟

☆

سنو! وقت کے حواریو
طنابیں اب کھول دو
نکل چلو نئے رستے پر
جہالت سے مکھ موڑ لو

☆

میری پوشاک میں پنہاں
میری آزادی ہے
میں خود سے دور ہوں
بس یہی خرابی ہے

☆

کل گزری جو مشکل ، آج اچھی لگی
دنیا سے گزرنے کے بعد زندگی اچھی لگی
ہوا اگر یہی معاملہ اے خدا !
تری یہ تدبیر بھی اچھی لگی

☆

جان و تن کی سیاہی بھر کر
قلم رکھ دوں ہواؤں پر
اُڑا کر جو لے جاتی ہے
گیت میری سوچ کا

☆

موت کا الزام بھی میرے سر آئے گا
جہنم میں اگر اس کی خواہش کی
جنت میں کہاں سے آتی موت کی خواہش
جو جہنم میں رہا ، یہ اُس کا صلہ ہے

☆

نالۂ خیال

آسماں سے اُترتے فرشتوں سے پوچھوں

یکسانیت کی سزا تمھیں بھی ملی ہے

☆

غم نے یونہی ڈھونڈلی شام فسانے کی

جس کی ابتداء نہ انتہا کوئی

☆

ہوا نے اپنے دامن میں سمیٹ کر سوکھے پتے

جانے کس وفا کا درس دیا ہے

☆

آزادی تقدیر کا پرچار ہر دور میں ہوا

یہ وہ کام ہے جو پورا نہ ہوا

☆

لائی نہیں واپس ہوا، جو لے گئی ہے میرا

سانس پہ جو رکھی ہے وہی راکھ کر دیتی ہوں

☆

موت تو بس لمحہ غفلت ہے

جب سانس نے چلنا چھوڑ دیا

☆

ہارنے کا سبب جاننے کے لیے
اور کتنی بار ہارنا ہو گا

☆

اپنی حدوں کی شناخت کے سفر میں
میں جڑ رہی ہوں خود سے لمحہ لمحہ

☆

رکھی جب آنکھ پر سورج کی کرن
بے قرار ہوئی نظر گل کرنے کو

☆

کاغذ کالے کرنے کا مشغلہ ہے ورنہ
جو تخیل میں پڑا ہے وہ تحریر کب بنا

☆

ٹوٹتا ہے وجود نام خزاں کا لے کر
گرِے پتوں کی صداؤں پر نقش ہے

☆

آسماں کی وسعت لے اُڑی نیند میری
تمنا کر لی تھی اس سے نکلنے کی

☆

قلم کی تڑپ نے زندگی کے اسباب
صفحۂ قرطاس پر بکھیر دیے

☆

شیطان تو میرے اندر ہے
باہر کس کو تلاش کروں....؟

☆

گدگداتا ہے دل اپنے ہی جذبے کی آنچ سے
سیاہی بھرتی ہے قلم میں اسی خیال سے

☆

کب تک روئیں، ایک ہی کہانی پر ہم
نہ روئے، سُخن بدلا، نہ سخن ور بدلا

☆

کتنی صبحوں میں اُترے گا، چہرے کا نور
ایسی بھی کیا میں نے خطا کر دی

☆

اک نگاہ سے اُتارا چہرے کا دفتر
آگہی نے کیسا فریب بخشا

☆

پنے آپ سے روٹھنے کی وجہ یہ تو نہیں
جو چاہا تھا وہ ملا ہی نہیں!

☆

آکاش پر نظریں جمائیں کس لیے
کھولی ہیں کب کھڑکیاں اُس نے مکان کی

☆

اک لمحے کہ سحر میں گرفتا ہوں بس
وہ جو قیامت کی چال چل گیا

☆

جفا بس اتنا ساجواز لائی
بغاوت کرتے تو جی گئے ہوتے

☆

اے لمحہ حقیقت جان لے مجھ کو
میرے وجود نے تجھے زندگی دی ہے

☆

پہلی بار تو آسمان بھی ہنسا ہو گا
دیکھ گھونسلے کی تمنا جان میں

☆

ہے صدا میری اُس بازگشت میں بھی
جب ہنسنا رونا سیکھا نہیں تھا

☆

وقت کی سیاہی سے لڑتا ہر چہرہ
اعمال کی راکھ اُڑا رہا ہے

☆

اے خدا ! میرے قلم کی عمر دراز کر
تیرے تحفہ عظیم کا حق کچھ تو ادا ہو

☆

فرشتوں میں بھی کچھ تغیر رکھ دیا ہوتا
تبدیلی کا سب عذاب کیا میرے لیے ہے...؟

☆

یاران کھف کا ہے آسرا
جہاں وقت کا پہرہ نہیں

☆

شرمندگی کا فعل ہے کتنا باوفا
بھولنے نہیں دیتا اک لمحے کا گناہ

☆

کچھ بھی نہیں مگر کچھ تو ہے
راکھ کے ڈھیر میں سرگوشیاں بہت

☆

ہوا چلی ہے دوست کی طرح
قدم اُٹھ رہے ہیں خود بخود

☆

میرے خون میں شامل ہے بغاوت میری
نہ کروں سرکشی تو باغی کہلاؤں گی

☆

نگاہ رکھی ہر لمحہ پر، یہ جاننے کے لیے
سود جس کا دے رہی ہوں وہ زندگی کیا ہے؟

☆

مر مٹے زمانے ہیرے بنانے میں
شہکار بنا کر، کیا سو گئے زمانے

☆

ہو بادلوں کا بستر، تاروں کے چراغ
کوئی شام گزاروں، کرنوں کے ساتھ

☆

کچھ بھی نہیں مگر کچھ تو ہے تحریروں میں
جب بھی پڑھتی ہوں، سانس اُلجھ سی جاتی ہے

☆

موت زندگی کا ناسور ہے
یہ مرض ابھی لا علاج ہے

☆

خواہش کے میلے میں
الہامی لفظ کھوجاتے ہیں

☆

ہاتھ پر ہاتھ رکھے چہرے کے نیچے سوتے ہیں
خواب ادھورے ، ادھورے سے

☆

رکھوں جو خاک پر قدم ڈر لگے
آئینے بن گئے ہیں ذرے خاک کے

☆

میرے لفظوں میں مشکلیں ڈھونڈنے والے
جب سمجھ گئے تو رونے لگے

☆

آسودہ خاک ہے، قد آدم سے
یہ نہ ہوں گے تو بنجر ہوگی

☆

پرورش خیالات کی ہو یا وجود کی
اک بے نام سی تھکن دے جاتی ہے

☆

خیالات کی اُڑان ہوئی جب سے تیز
خود اپنے وجود پر لگے الزام بہت

☆

زندگی کو ملی جو موت کی سزا
موت کیوں ابدی لگنے لگی؟

☆

حرف غلط ہوتا تو مٹ گیا ہوتا
بار بار مٹانے کا جواز کیا ہے؟

☆

سزا ملتی ہے اُسے بھی جس نے
اپنا سر قلم کرنے کی ٹھانی ہے؟

☆

جنہوں نے رکھے کُھلے دریچے
وہیں پرندوں نے بسیرا کیا

☆

لکھ لکھ کر جس نے توڑنے قلم
اُسی ٹوٹے قلم کی صدا ہوں

☆

کامیابی ، ناکامی جانے کون سے روپ
وہی وقت ،وہی موت ،وہی بے بسی

☆

خود کو برباد کرنے کے جواز بہت ہیں
شعور نے راہ کچھ اور دکھائی

☆

گلاب کبھی شاخ سے جُدا نہ ہوتا
گر وفا کا اظہار مختلف ہوتا

☆

حیرت میں ڈوبے جذبوں کو
جانے کب زباں ملے گی؟

☆

آزادی شب کی شکایت کروں کس سے
ہر صبح گا رہی ہے برسوں کا ترانہ

☆

اگہی کا جام جس نے پلایا
وہ ایک دِن مل ہی جائے گا

☆

عرش سے فرش، جس دِن ایک ہوگا
وہ وقت کتنا عظیم ہوگا

☆

میرے سالوں پر بھاری ہے اُس کا ایک دن
لمحے کے کِس پہر میں ، میں رہا ہوں

☆

زمانے نے جب بھی چال چلی اُلٹی
پلٹ گئی زمیں ، ہوئی چال سیدھی

☆

ہوں گے تمام راستے وقت سے آزا د
آزادی آج بھی دے رہی ہے آواز

☆

رستے اور بھی ہیں ماضی کے قدموں کے سوا
زمانے کو لت پڑی ہے فرماں برداری کی

☆

وقت کا قرض میں نے چکادیا
لمحوں میں اپنا آپ بیتا کر

☆

وقت کی تقسیم پر کب چاہی
میں نے اپنے وجود کی تقسیم

☆

جرأتوں کے جواز ڈھونڈ کر دینا
میں نے تنکوں سے گھر بنایا ہے

☆

دھڑکا سا لگا ہے وہ مجھ سانہ ہوجائے
میرے ہونے کا احساس نہ کھو جائے

☆

محمدؐ نے ہر رات گزاری تفکر میں
وجدان نے پھر ڈھول اُتاری وقت کی

☆

آنکھ عقل کی ہو چکی
کچھ اور دیکھنا چاہتی ہے

☆

اتنی ہی خاص ہوں، جتنے سب
اتنی ہی عام ہوں، جتنے سب

☆

آئینہ ذات بنا کر بھول گیا
وہ جو آئینے بیچنے والا تھا

☆

خواہش، خواب، کنکر بن کر آنکھوں میں
انتظار کی اذیت بڑھا رہے ہیں

☆

طوق غلامی پاؤں تلے روندوں
مل جائے جو اک لمحہ آزادی

☆

ناقص ہے کس قدر اس جہاں کا نظام
ہر صبح لے کر آئے میرے وطن کا پیغام

☆

ہم خود کو مٹی کیے جاتے ہیں یا
اُس کے فرمان پر مٹی ہوئے جاتے ہیں؟

☆

یادوں سے دِل مردہ کو دھکاتے ہیں
مایا ہے ہر نقش دِل کو سمجھاتے ہیں

☆

تنگ آ گئے لفظوں کے معنی تراشتے
بول ایسا جس کا مطلب کچھ نہ ہو

☆

لفظوں کے کھیت کتابوں میں ہرے ہرے
تفکر نے فصل کاٹی ارمانوں کی

☆

اُٹھا کر پردہ ظلمت چلمنوں کے
لاؤ وہ خبر جو نہیں دی کسی نے

☆

بادلوں پر اپنے وجود کے نشاں بہت دیکھے
میری پیاس بجھائی، میرے پیمانوں نے

☆

سکھ، دُکھ دُنیا کے دو کنارے

ملتے رہے خواہشوں کے سہارے

☆

زندگی اصولوں کی جنت جب کہلائے گی

پھر کوئی بغاوت کی لہر آئے گی

☆

پردۂ غفلت گرا کر، کرتا رہا من مانی

عطار کے بس میں کیا تھا، جس کی کرتا میں نگہبانی۔۔۔؟

☆

تقدیر کے قلم پر، کیا کیا الزام دیں

نامکمل آشاؤں کو، کیا نام دیں

☆

ترجمانی ہو کس طرح اپنی ذات کی

ہر پرت پلٹا، ہر سمت خالی

☆

نگاہ جو پہلی تھی شعور نہ تھا

اب شعور ہے نگاہ پہلی نہیں

☆

جلائے جاتے ہیں قمقمے ہر طرف لیکن
اک جگنو نہیں ملتا راہ دکھانے کو

☆

کرتی رہی مخلوقِ خدا زمین پر سجدے ہزار
دل نقش سے خالی ماتھے پرنشان بہت

☆

وجود کو اگر خاکی کہا تو غلط کہا
ہے خوشنما پوشاک، جنت کی

☆

جان وتن کی سیاہی بھر کر
قلم رکھ دوں ہواؤں پر
اُڑا کر جو لے جاتی ہیں
گیت میری سوچ کا